Presented by: Rana Jabir Abbas

رباعیات میر انیس

تعارف

میر انیس کی پیدائش

میر ببر علی انیس ۱۲۱۶ھ یا ۱۲۱۷ھ میں بمقام فیض آباد (بھارت) محلۂ گلاب باڑی میں پیدا ہوئے۔ جہاں ان کے والد رہتے تھے۔ اپنے والد ہی کے سایۂ عاطفت میں تعلیم و تربیت پائی۔ لکھنؤ میں اس وقت آئے جب ان کے بڑے صاحبزادے میر نفیس پیدا ہو چکے تھے۔ چھوٹے بھائی انس ہمراہ تھے۔ ابتدا میں فیض آباد کے تعلقات بالکل منقطع نہیں ہوئے۔ اس وجہ سے کہ باپ اور بھائی وہیں رہتے تھے۔ مگر جب بعد کو پورا خاندان لکھنؤ چلا آیا تو یہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ ابتدائی کتابیں مولوی حیدر علی صاحب سے اور صدر امفتی میر عباس صاحب سے پڑھی تھیں آپ ورزش کے بہت شائق تھے۔ اور فنونِ سپہ گری میر کاظم علی اور ان کے بیٹے میر امیر علی سے حاصل کئے۔ جو اس فن میں اس زمانہ کے اُستاد مانے جاتے تھے۔ فنِ شہسواری سے بھی واقف تھے۔ فنِ سپہ گری کی معلومات، جنگ کے مناظر وغیرہ دکھانے میں بہت کار آمد ثابت ہوئے۔ حُسن تناسب کو بہت ہی پسند کرتے تھے خواہ وہ انسان میں ہو خواہ کسی دوسری شئے میں، اس کی دل سے قدر کرتے تھے۔ اُن کو اپنی عزتِ خاندانی پر بڑا فخر تھا۔ اور خودداری کا اور عزتِ خاندانی کا ہمیشہ خیال رہتا تھا۔ صفر میں بھی بہت بڑے تھے۔ ملنے جُلنے میں رکھ رکھاؤ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ایک وقتِ معیّنہ پر لوگوں سے ملاقات کرتے تھے۔ کوئی شخص حتّیٰ کہ ان کے گھر والے بھی بغیر اطلاع ان کے پاس نہیں آسکتے تھے۔ اُمرائے سے بہت بچ بچ کر ملتے تھے۔ یہاں تک کہ بادشاہِ وقت کے پاس کبھی اس وقت تک نہیں گئے جب تک ایک معتمدِ شاہی ان کو لینے نہیں آیا۔ وہ اپنی عزتِ خاندانی اور عزتِ پیشہ کو سب باتوں پر مقدم سمجھتے تھے۔ آئین وضع داری کے بہت سختی سے پابند تھے جس کو انھوں نے اپنے اور اپنے احباب اور ملنے والوں کے لئے مقرر کر لیا تھا۔ وضع اور لباس بھی خاص تھا جس کو انھوں نے عمر بھر نباہا۔ لوگ جس طرح ان کے کلام کی عزت کرتے تھے اُسی طرح ان کی پابندئ وضع کے بھی قدردان اور مداح تھے۔ کبھی کسی کی تعریف میں، یا روپیہ کی لالچ میں ایک حرف زبان سے نہیں کہا۔ البتہ اُمرائے لکھنؤ جو ہدایا و تحائف مداحِ آلِ رسول سمجھ کر پیش کرتے تھے۔ اُس کو قبول کر لیتے تھے۔

میر انیس لکھنؤ سے تا انتزاعِ سلطنت کبھی باہر نہیں نکلے جب کبھی باہر جانے کا ذکر ہوتا تو فرماتے کہ اس کلام کو اسی شہر کے لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں۔ اور کوئی اس کی قدر کیا کرے گا۔ اور ہماری زبان کا لطف کیا اُٹھائے گا۔ لیکن لکھنؤ کی تباہی کے بعد پہلی مرتبہ ۱۸۵۹ء میں۔ اور پھر ۱۸۶۰ء میں نواب قاسم علی خاں کی طلب اور اصرار سے پٹنہ عظیم آباد تشریف لے گئے۔ اور واپسی میں بنارس میں ایک مرتبہ ٹھہرے تھے۔ اس کے بعد ۱۸۷۱ء میں مولوی سید شریف حسین خاں کی تحریک

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور نواب تہوّر جنگ بہادر کے سخت اصرار سے دکن حیدر آباد گئے۔ اور لوٹتے ہوئے الہ آباد میں قیام کیا۔ اور ان سب مقامات پر اپنے معرکۃ الآرا مرثیوں سے لوگوں کو مستفیض اور داخلِ حسنات کیا۔ جس مجلس میں پڑھتے تھے لوگ اس کثرت سے جمع ہو جاتے تھے کہ باوجود سخت انتظامات اور پہروں کے بھی چپہ چپہ زمین سننے والوں سے خالی نہ رہتی تھی۔ جب دوسرے شہروں کا یہ حال تھا تو پھر خاص لکھنؤ کا کیا پوچھنا ہے۔ جو قدردانی اور کمال کا سرچشمہ تھا۔ میر صاحب کا انتقال بعارضۂ بخار ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۴ء میں ہوا۔ اور اپنے باغ ہی میں دفن ہوئے۔

میر انیسؔ بحیثیت شاعر

میر صاحب خلقی شاعر تھے۔ اور شاعری ورثہ میں پائی تھی۔ کوئی خاندان اتنا زبردست سلسلہ مشہور اور قابل شعراء کا نہیں پیش کرسکتا۔ لہٰذا جو فخر میر صاحب کو اپنے خاندان پر تھا وہ بجا تھا۔ میر صاحب نے بچپن ہی میں جب کہ فیض آباد میں قیام تھا شعر کہنا شروع کر دیا تھا۔ پہلے حزیں تخلص کرتے تھے جب لکھنؤ آئے تو ان کے والد ان کو ناسخ کے پاس لے گئے۔ ناسخ نے کہا کہ تخلص کو بدل دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ اور انیس تخلص اختیار کیا۔ میر انیس نے کم سنی سے مرثیہ کہنا شروع کر دیا تھا۔ اور تھوڑے ہی دنوں کی مشق میں درجۂ کمال کو پہونچ گئے تھے۔ چنانچہ ان کی شہرت ان کے والد ہی کے زمانہ میں پھیل چکی تھی۔ جب خلیق اور ضمیر میدانِ مرثیہ گوئی سے ہٹ گئے تو دبیر اور انیس کا زمانہ آیا۔ جنھوں نے اس فن کو معراجِ کمال تک پہونچا دیا۔

تصانیف

میر صاحب نے ہزار ہا مرثیے، سلام، قطعات اور رباعیاں لکھی ہیں۔ افسوس ہے کہ اُن کا پورا کلام اب تک شائع نہیں ہوا۔ مگر جس قدر چھپ چکا ہے وہ پانچ جلدوں میں ہے۔ مابقی اُن کے نبیرہ کے پاس محفوظ ہے۔ مشہور ہے کہ انھوں نے ڈھائی لاکھ شعر کہے تھے۔ جن میں کچھ غزلیں بھی تھیں۔ جس طرح ان کا کلام لاجواب ہے اُسی طرح اُن کے پڑھنے کا طریقہ بھی لاجواب تھا۔ ان کی آواز، قد و قامت، صورت غرض ہر شئے اس کام کے لئے موزوں واقع ہوئی تھی۔ پڑھنے کا طریقہ یہ تھا کہ بڑا آئینہ سامنے رکھ کر تنہائی میں بیٹھتے اور پڑھنے کی مشق کرتے تھے۔ میر انیسؔ کا کلام ہموار ہے۔ اور دوسرے شاعروں کی طرح رطب و یابس کا مجموعہ نہیں ہے۔ آدب اردو میں میر انیسؔ ایک خاص مرتبہ رکھتے ہیں بہ حیثیت شاعر، اُن کی جگہ صفِ اوّلین میں ہے۔ اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اُن کو زبانِ اُردو کے تمام شعراء سے بہترین اور کامل ترین سمجھتے ہیں۔ اور اُن کو ہندوستان کا شکسپیر۔ اور خدائے سخن۔ اور نظم اردو کا ہومر اور درجۂ والمیک خیال کرتے ہیں۔

اُردو زبان کی خدمت

میر انیسؒ نے زبانِ اُردو کی بڑی خدمت کی۔ اس کو خوب صاف کیا۔ اور مانجھ دیا۔ ان کا کلام اپنی فصاحت اور تازگی کے لئے مشہورِ عالم ہے۔ وہ صحتِ محاورہ کا خیال رکھتے تھے۔ اور اس پر ان کو بڑا فخر و ناز تھا۔ لغات کی معلومات ان کی بہت وسیع تھی۔ الفاظ کی سجاوٹ میں کمال حاصل تھا۔ بہت سے نئے محاورے اُن کی وجہ سے داخلِ زبان ہوئے۔ اور قدیم محاورات کا صحیح استعمال انھوں نے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بتایا۔ ابتدائی کلام میں کچھ قدیم محاورات پائے جاتے ہیں۔ مگر جوں جوں مشق بڑھتی گئی اور تجربہ وسیع ہوتا گیا اسی قدر کلام صاف ہوتا گیا۔ میر صاحب کی زبان دِلّی اور لکھنؤ دونوں جگہ میں مستند مانی جاتی ہے۔ اُن کا خاندان صحتِ محاورہ کا محافظ سمجھا جاتا ہے۔ میر حسنؔ اور میر خلیقؔ حرمین دنفورین بہو بیگم صاحبہ کے خاندان کے ساتھ وابستہ تھے۔ مشہور ہے کہ فیض آباد میں ان کے یہاں ایک باقاعدہ دفتر تھا جس میں ایسے محاورے اور مثلیں جو بہو بیگم صاحبہ کے گھر میں بولی جاتی تھیں باقاعدہ درج ہوتی رہتی تھیں اور اس دفتر کے افسرِ اعلیٰ میر حسنؔ اور میر خلیقؔ تھے۔ ظاہر ہے کہ زبان کی صحت و صفائی کے واسطے ان سے زیادہ کون مستند ہو سکتا تھا۔ اردو باوجود اصنافِ نظم کی تنوع اور کثرت کے رزمیہ نظم سے اب تک تہی دست تھی۔ اس میں ہومر کی الیاڈ۔ ورجل کی اینیاڈ۔ ویاس کی مہابھارت۔ والمیک کی رامائن۔ یا فردوسی کے شاہنامہ کی طرح کی کوئی تصنیف موجود نہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ زبانِ اردو ایک نوخیز چیز ہے۔ اور اس قسم کی تصانیف رزمیہ کے لئے ایک مدتِ مدید کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر یہ کمی کسی طرح پوری ہو سکتی تھی تو وہ انیس کے مشہور مراثی سے ممکن تھی۔ ان کے مرثیوں کی تمہیدیں اور مناظرِ جنگ وغیرہ ایسی استادی اور کمال سے لکھے گئے ہیں کہ نظامی کے سکندر نامہ اور فردوسی کے شاہنامہ کا آسانی سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح مناظرِ قدرت اور جذباتِ انسانی جس زور کے ساتھ انھوں نے دکھائے ہیں زبانِ اردو میں اس کا جواب نہیں ملتا۔

مُرقع نگاری

انیس کو مناظرِ قدرت کی ہو بہو تصویر کھینچنے میں کمال حاصل تھا اس قسم کے بیانات مرثیہ سے غیر متعلق نہیں ہوتے بلکہ اصل مضمون کے تحت میں آتے ہیں۔ مگر پھر بھی بالذات ایک مکمل چیز ہیں جو مرثیہ سے بے تکلف علیحدہ کئے جا سکتے ہیں۔ پورا مرثیہ ایک ایسا مرقع معلوم ہوتا ہے جس میں صدہا مکمل تصویریں چسپاں ہیں۔ جو بظاہر ایک دوسرے سے تعلق نہیں رکھتیں۔ مگر پھر بھی مجموعی حیثیت سے اسی کُل کے تحت میں سب آتی ہیں۔ مثلاً صبح کا سماں۔ طلوعِ آفتاب۔ نسیمِ سحر کے خوشگوار جھونکے۔ شام کا سہانا وقت۔ چاندنی کا لطف۔ یا تاریکی کا بھیانک منظر۔ باغ میں پھولوں کا کھلنا اور مہکنا سبزہ کی بہار وغیرہ وغیرہ۔ الگ الگ چیزیں ہیں۔ مگر یہ سب مرثیہ کے جزو ضروری ہیں۔

اظہارِ جذبات

مثل عالمِ ظاہر کے عالمِ باطن یعنی جذبات کے اظہار پر بھی میر صاحب کو بہت بڑی قدرت حاصل ہے جذبات خوشی و غم۔ غصہ۔ محبت۔ رشک و حسد۔ بیم و رجا وغیرہ ایسی استادی سے بیان کرتے ہیں کہ دل وجد کرتا ہے۔ ایک اور کمال یہ ہے کہ کہنے والے کی عمر۔ جنس۔ حالت وغیرہ کا پورا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کسی بچے کی زبان سے کچھ الفاظ کہے گئے ہیں تو خیالات اور زبان دونوں بچوں ہی کی ادا کئے جاتے ہیں۔ وہ کبھی اس نازک فرق کو نظرانداز نہیں کرتے۔ جس سے ان کی اصولِ ڈرامہ نویسی کی کماحقہٗ واقفیت کا اندازہ اچھی طرح کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح عورتوں کے مختلف رشتوں کے نازک فرق کو بھی بدرجۂ اتم ملحوظ رکھتے ہیں۔ معرکۂ جنگ میں مبارزوں کی رجز خوانی حریف کا جواب۔ حملہ آوروں کے حملے۔ پہلوانوں کی لڑائیاں۔ سامانِ حرب و ضرب علیٰ قدرِ مراتب اس خوبی سے دکھاتے ہیں کہ میدانِ کارزار کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ تلوار اور گھوڑے کی تعریف ہر جگہ نئی تشبیہ سے کی ہے جو نیا لطف دیتی ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مرثیوں میں تسلسلِ بیان ایک حیرت انگیز چیز ہے۔ جو میر صاحب کے یہاں بخوبی موجود ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مولوی عبدالغفور صاحب نساخ نے ایک رسالہ لکھا تھا جس میں انھوں نے میر انیس صاحب اور مرزا دبیر صاحب رحمۃ اللہ علیہم کی مرثیوں میں غلطیاں دکھائی ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کے طرف داروں نے بھی اس کے جواب میں رسالے لکھے جس میں ان الزامات کا جواب دیا ہے ——— میر انیس اور مرزا دبیر اعلی اللہ مقامہما کے مرثیے اصلی حالت میں اور صحیح طور پر نہیں چھپے۔ ان میں کچھ کتابت کی اور کچھ ان لوگوں کی حسبِ موقع تحریفیں ہیں جنھوں نے مرثیے پڑھے۔ کہیں کہیں پرانے محاورات بھی ہیں۔ جو اس وقت رائج تھے۔ اب متروک ہوئے ہیں۔ بفرضِ تسلیم، اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ انھوں نے لاکھوں شعر کہے۔ اگر کہیں کہیں فروگذاشت بھی ہو گئی تو اس سے ان بزرگوں کی استادی پر کیا حرف آتا ہے۔

میر انیس کا طرز

میر انیس تخیلوں۔ استعاروں اور صنائع بدائع میں کمال رکھتے ہیں۔ وہ فضول مبالغے اور بے جا اغراق کو ہرگز نہیں پسند کرتے جن کی اس زمانہ میں کثرت تھی۔ صنائع بدائع کا استعمال اس خوبی سے کرتے ہیں کہ جس سے شعر پر کوئی بار نہیں پڑتا۔ اور حسن بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح ان کی تمثیلیں بھی نہایت حسین اور بہت ارفع اور نہایت آسانی سے سمجھ میں آتی ہیں۔ وہ ان سے ایک عجیب دلکشی پیدا کرتے ہیں۔ بڑی چیز کی مثال ہمیشہ بڑی چیز سے دیتے ہیں۔ ان کی تشبیہات کبھی معمولی اور ادنی قسم کی نہیں ہوتیں۔ کلام حسبِ موقع کہیں صاف و سلیس اور کہیں رنگین ہوتا ہے مگر فصاحت اور زور کہیں ہاتھ سے نہیں جاتا۔ بیان میں روانی غضب کی ہوتی ہے۔ فصاحت۔ نشستِ الفاظ۔ سب ان کے کلام میں ملے ہوئے ہیں۔ اشعار بہت صاف اور سلیس اور جلد سمجھ میں آنے والے ہوتے ہیں۔ اور یہ آخری صفت بعض وقت دھوکا دیتی ہے اور عمق معنی کو اس گہرے غار کے پانی کی طرح پوشیدہ کر دیتی ہے جس کو صفائی اور موجوں کی روانی نے چھپا دیا ہو۔ ان کے قادر الکلام ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ ایک ہی بات اور ایک ہی مضمون کو اسی سادگی اور دل آویزی کے ساتھ صد بار کہتے ہیں۔ اور پھر ہر مرتبہ وہ نئی معلوم ہوتی ہے۔

میر انیس کا مرتبہ اردو شعرا کی صفِ اولین میں نہایت اعلیٰ و ارفع ہے۔ ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس زمانہ میں جب کہ تصنع اور تکلف اور مبالغے اور اغراق کا بازار گرم تھا۔ ان کی شاعری جذباتِ حقیقی کا آئینہ تھی اور جس نیچرل شاعری کا آغاز حالی اور آزاد کے زمانہ سے ہوا۔ اس کی داغ بیل میر انیس نے ڈالی تھی۔ انیس نے مرثیہ کو ایک کامل حربہ کی صورت میں چھوڑا جس کا استعمال حالی نے نہایت کامیابی سے کیا۔ ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ انگریزی داں طبقہ میں بہت مقبول ہیں جن کا دماغ معمولی شعر و شاعری کی عطر بیزی سے بعض وقت پریشان ہو کر حقیقی شاعری کی نکہت کے لئے بیتاب ہوتا ہے۔ ان کی شہرت برابر ترقی کر رہی ہے۔ اور ہماری رائے میں اس وقت تک ترقی کرتی جائے گی جب تک زبان اردو ترقی کرے گی ——— بلکہ اسی وقت انیس کی واقعی قدر کی جائے گی۔ جو جلد مرثیہ کی آپ کے پیش نظر ہے اس کو نہایت معتبر نسخوں سے نظر ثانی اور صحت کے بعد پیش کیا گیا ہے۔ طباعت میں بھی خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ اغلاط سے پاک ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۷۲
بس ہے حسینؑ آپ کا دلبر بچھڑ گیا
ویرانہ ہے شبیہِ پیمبرؐ بچھڑ گیا
واحیفا وادریغ دلاور بچھڑ گیا
وا دردا و حسرتا علی اکبرؑ بچھڑ گیا

مظلومیت پہ تشنہ دہانی پہ روئیں گے
جب تک جئیں گے اس کی جوانی پہ روئیں گے

۱۷۳
آقا نہیں رہنے میں کہیں تاب کچھ تباہ
کٹتی ہے عمر رنج سے جاتے ہیں بے پناہ
ضعف اس برس میں بہت ہے اجل آئے جگاہ
بلوائیے غلام کو اے میرے بادشاہ

قربِ مزارِ شاہِ دو عالم نصیب ہو
بس کربلا میں اب کی محرم نصیب ہو

سلام

۱ ابتدا سے ہم ضعیف و ناتواں پیدا ہوئے
اُڑ گیا جب رنگ رخ سے استخواں پیدا ہوئے
۲ خاکساری نے دکھائیں رفعتیں پر رفعتیں
اس زمیں سے واہ کیا کیا آسماں پیدا ہوئے

۳ علمِ خالق کا خزانہ ہے بیاں کا وزن و نور
ایک کن کہنے سے یہ کون و مکاں پیدا ہوئے
۴ ہاتھ خالی آئی ان شاخوں پہ شبنم دل کے نسیم
پھول بھی اس فصل میں ایسے گراں پیدا ہوئے

۵ نوبتِ جمشید و دارا و سکندر اب کہاں
خاک تک چھانی نہ قبروں کے نشاں پیدا ہوئے
۶ جو بسیرے سے گیا دنیا میں لوگ ایسی کی موت
اور دو معماروں کے سو مہماں پیدا ہوئے

۷ ضبط دیکھو سب کی سن لی پر نہ کچھ اپنی کہی
اس زباں دانی پہ گویا بے زباں پیدا ہوئے
۸ جان دی حُر نے تو حضرت نے دیا باغِ ارم
میہماں ایسے نہ ایسے میزباں پیدا ہوئے

۹ یک بیک ایسا زمانے میں ہوا ہے انقلاب
قدرداں سب اٹھ گئے ناقدرداں پیدا ہوئے
۱۰ بود و نابود علی اصغرؑ کا کیا کیجے بیاں
بے سخن دنیا سے اٹھے بے زباں پیدا ہوئے

۱۱ دیکھ کر لاشوں کو حضرتؑ کہتے تھے واحسرتا
موت لے آئی کہاں ان کو کہاں پیدا ہوئے
۱۲ اعتبارِ جسم کیا انجام کو سوچو انیس
خاک ہونے کو یہ مشتِ استخواں پیدا ہوئے

رباعی

دم الفتِ حیدرؑ کا جو بھرتا ہوں میں
حال آتا ہے دل کو وجد کرتا ہوں میں
ممکن ہے کہاں صفاتِ ہمنامِ خدا
سیارے کے کہوں فلک سے ڈرتا ہوں میں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رباعی

پروا تیغِ زباں کو سجنے کی نہیں
حاجت طبلِ سخن کو بجنے کی نہیں
دریا ہے ابرِ طبع لیکن ہوں خموش
عادت ہے برسنے کی گرجنے کی نہیں

رباعی

بیجا نہیں مدحِ شہ میں غرّا میرا
سبقت ہی سے کلام ہے غرّا میرا
مرغانِ خوش الحان چمن بس کیا
مر جاتے ہیں سنکے روزمرّا میرا

رباعی

پرسا کوئی کب حقِ ہمزبانی کا ہے
ہر گل کو گلہ کم التفاتی کا ہے
شبنم سے جو وجہ گریہ پوچھی تو کہا
رونا فقط اپنی بے ثباتی کا ہے

رباعی

ہموار ہے گر تو کچھ بھی باک نہیں
سرکش ہے اگر تو عقل و ادراک نہیں
پاتا نہیں تند خو کدورت کے سوا
دامن میں اُسکے کچھ بجز خاک نہیں

رباعی

راہی طرفِ عالمِ بالا ہوں میں
دنیائے عدم کو جانے والا ہوں میں
یارب ترا ناپاک جینے کیلئے
گویا آک بدیوں کا بالا ہوں میں

رباعی

انجام بخیر ابتدا بگڑی ہے
گھر گر نہ سکے پہ بن بنا بگڑی ہے
کشتی میں نہیں ہم کنارا ہو جائیں
الٹا دریا بہا ہوا بگڑی ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رباعی

اور بیٹیں نہ کفن میں ہو گا
وہ دودھ کہ سلطان زمن میں ہو گا
جب اُس کو ادا کر کے بلا میں دے دیں
یہ بال کا وارث جی اِبن میں ہو گا

رباعی

اونچی ہے جو شان اُن کی وہ اوج نہیں ہے ایک
اک عشق نبی کی وہ گہر ہیں یہ ایک
اب چھوٹے لگائے اس کو پہنچیں گے ایک
سو بیٹیاں اور جو ہیں وہ ہیں یہ ایک

رباعی

یکتا ہے قلزم کرم ہے حسینؑ
یہ والیٔ مشرق تھا جو ہے حسینؑ
جب حق کو قیام کیا تو ایسی کی راہِ عشق
تھا لاکھ شہیدوں میں سرآمد حسینؑ

رباعی

واصف ہوں عبد نیک نام اس کا ہوں
بندہ ہوں بدل جی غلام اس کا ہوں
اتنا کہے شبیر انہیں آ کے دو عالم پیس
ہے شاہ کا جو مولا بخدا اس کا ہوں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رباعی

مر کے مسافر نے بسایا ہے تجھے
رخ سب سے پھیر کے منہ دکھایا ہے تجھے
کیونکر نہ لپٹ کے سوؤں اے قبر
میں نے بھی تو جان دے کے پایا ہے تجھے

رباعی

ساحل پہ ابھی تھا کہ ادھر جا اترا
نے موج چڑھی کوئی نہ پروا اترا
تھا کشتیِ احمد سے علاقہ جس کو
دریا سے سلامت وہی بیڑا اترا

رباعی

زیبا ہے وقار بادشاہی کے لئے
جرأت واجب ہے کج کلاہی کے لئے
لازم ہے کہ ہو اہل سخن تیز زباں
تلوار ضرور ہے سپاہی کے لئے

رباعی

احباب لحد تلک تو پہنچا آئیں گے
کوئی نہ رہے گا سب چلے جائیں گے
تنہائی میں جس وقت پڑیگی مشکل
تب عقدہ کشائی کو امام آئیں گے

رباعی

کفار کا لشکر لب دریا اترا
جو مالکِ کوثر تھا الگ جا اترا
گھوڑے سے جو کربلا میں اترے شبیر
غل تھا کہ زمیں پہ عرش اعلیٰ اترا

رباعی

کب جاتے ہیں نقش و رنگ بدلنے والے
کب مٹتے ہیں جو اشک سے ہیں دھلنے والے
اللہ رے سخن کی تاثیر انیس
روتے ہیں پتنگ شمع جلنے والے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۷۲ھ

وہ دھوپ وہ اوس آٹھ پہر ہائے حسینا
لی آکے کسی نے نہ خبر ہائے حسینا
نیزے کی انی اور ترا سر ہائے حسینا
کیوں پھٹ نہیں جاتا یہ جگر ہائے حسینا

کچھ فرق نہ اُس نار میں اور نور میں رکھا
ظالم نے سرِ پاک کو تنور میں رکھا

۱۷۳ھ

خاموش نہیں بس کہ جگر چاک ہے غم سے
بہتا ہے لہو اشک کی جا دیدۂ نم سے
کر عرض بصد عجز شہنشاہ امم سے
مولا مجھے محروم نہ رکھیے کرم سے

کب تک غمِ دنیا میں گرفتار رہوں میں
آقا تو مرے آپ ہیں پھر کس سے کہوں میں

رباعی

دنیا دریا ہے اور ہوس طوفاں ہے
مانندِ حباب ہستیِ انساں ہے
لنگر ہے جو دل تو ہر نفس بادِ مراد
سینہ کشتی ہے ناخدا ایماں ہے

رباعی

کیا فیضِ علی سے تختِ تیرا پاک سے ہے
روضہ کی زمیں بلند افلاک سے ہے
بنتا ہے وہاں درِ نجف قطرۂ آب
پانی کی بھی آبرو اسی خاک سے ہے

رباعی

جو بند کہا نذرِ حیدر کے لئے
جو بیت کہی وہ خلد کے گھر کے لئے
اس گرمی میں مصروفِ عرق ریزی ہوں
اک جامِ شرابِ حوضِ کوثر کے لئے

رباعی

جو شے ہے فنا اُسے بقا سمجھا ہے
جو چیز ہے کم اُسے سوا سمجھا ہے
ہے بحرِ جہاں میں عمر مانندِ حباب
غافل اس زندگی کو کیا سمجھا ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رباعی

رعب شہ ذی جاہ سے تھراتے ہیں
سب طرز غلامانہ بجا لاتے ہیں
آداب یہ ہے آکے تعزیہ خانہ میں
آتے ہیں تو جھک کے علم آتے ہیں

رباعی

ایک ایک قدم لغزش مستانہ ہے
گلزار بہشت اپنا میخانہ ہے
سرمست ہیں حب ساقی کوثر سے
آنکھیں یہ شیشے ہیں قلب پیمانہ ہے

رباعی

ہشیار کہ وقت ساز و برگ آیا ہے
ہنگام ترح و برف و گرگ آیا ہے
محتاج عصا ہوئے تو پیری نے کہا
چلئے اب چوبدار مرگ آیا ہے

رباعی

شاہان جہاں سب ہیں گدائے حیدر
ہے ابر کرم دست سخائے حیدر
یعقوبؑ و خلیلؑ و یوسفؑ و آدمؑ و نوحؑ
سب کی مشکل میں کام آئے حیدر

رباعی

خاموشی میں یاں لذت گویائی ہے
آنکھیں جو ہیں بند عین بینائی ہے
نہ دوست کا جھگڑا ہے نہ دشمن کا فساد
مرقد بھی عجب گوشۂ تنہائی ہے

رباعی

سینے میں یہ دم مثل سحر گاہی ہے
جو ہے اس کارواں میں وہ راہی ہے
پیچھے سبھی قافلے سے رہتا ہے انیس
اے عمر رواں تیری کوتاہی ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رباعی

کانوں میں سدا حرف پریشانی ہے
دیکھا جدھر آنکھ اٹھا کے ویرانی ہے
مشہور علاج درد سر ہے صندل
یاں خاک لحد صندل پیشانی ہے

رباعی

ہر برگ سے قدرت احد پیدا ہے
ہر پھول سے صنعت صمد پیدا ہے
سینہ ہے بشر کا وہ محیط ذخار[۵۱]
ہر ایک نفس سے جزر و مد[۵۲] پیدا ہے

رباعی

ہاں جوش غم شہ عالی ہو جائے
چہروں پہ ان اشکوں سے بحالی ہو جائے
یوں لخت جگر چشم سے ٹپکیں باہم
[illegible] پھولوں کی ڈالی ہو جائے

رباعی

لاریب بہشتیوں کا مرجع ہے یہ
سب جس میں بھرے ہیں گل وہ مجمع ہے یہ
دیکھے کوئی مومنوں کے چہروں کی ضیا
مانی بھی ہے دنگ وہ مرقع ہے یہ

رباعی

امداد کو شہ جو حق بیں پہونچے
اب غم نہیں کچھ کہ باغ عدن میں پہونچے
تربت جو ہوئی بند کھلا خلد کا در
خنداں خنداں جوار[۵۳] جد میں پہونچے

رباعی

وہ شاہ کہ شاہوں سے لیا باج نبی
وہ عرش پہ تھا شریک معراج نبی

رباعی

[illegible] منتہی کی مداحی ہیں
[illegible] وصی کی مداحی ہیں
[illegible] مثل قلم
[illegible] علی کی مداحی ہیں

فرماتے ہیں میں مثل علی سر ہے مرا
اب کہئے کہ زیبا ہے کسے تاج نبی

۵۱ محیط ذخار یعنی دریائے اعظم

۵۲ جزر و مد کو ہندی میں جوار بھاٹا کہتے ہیں ۱۲

۵۳ جوار بالکسر بمعنی ہمسائگی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رباعی

کیونکر دلِ غمزدہ نہ فریاد کرے
جب مُلک کو چرخِ پیر برباد کرے
مانگو یہ دُعا کہ پھر خداوندِ کریم
اُجڑی ہوئی مملکت کو آباد کرے

رباعی

ہر خامۂ خستہ و حزیں ہے آواز
پُر تعزیہ دارِ شاہِ دیں ہے آواز
نکلے نہ اگر گنجِ دہن سے تو بجا
ماتم کے بیان سوگ نشیں ہے آواز

رباعی

بالیدہ ہوں وہ اوج مجھے آج ملا
ظلِ علمِ صاحبِ معراج ملا
ممتاز نشست سرِ حضرت کا علم
اب چاہئے کیا تخت ملا تاج ملا

رباعی

انسان ذی عقل و ہوش ہو جاتا ہے
اور صاحبِ چشم و گوش ہو جاتا ہے
گر جان نہیں سخن تو بتلائیے پھر
کیوں مر کے بشر خموش ہو جاتا ہے

رباعی

منہ چاہئے وصفِ رُخِ اکبرؑ کے لئے
تھا حُسن ابھی سروِ چمن بر کے لئے
نازک بدنی کی مدح لکھنی ہے مجھے
تارِ رگِ گل چاہئے مسطر کے لئے

رباعی

عمر اپنی غمِ شہ میں بسر کر لے تو
آنکھوں کو بھی آنسوؤں سے تر کر لے تو
رکھ ہاتھوں کو اپنے شغلِ ماتم میں سدا
پھر قصدِ جناں انیس گر کر لے تو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بند ۱۰۰

شہ لاشوں سے بھائی کے نکل کر جو آئے
دونوں کو عبا اپنی اوڑھا کے ہوئے آئے
آنسو رخ انور پہ بہاتے ہوئے آئے
زینب کے قریں سر کو جھکائے ہوئے آئے

فرمایا بہن اب نہیں آغوش میں لو تم
دو شیر مرے مر گئے پرسا مجھے دو تم

بند ۱۰۱

وہ بولی کہ ہے ہے یہ نہ فرمائیے بھائی
حضرت سے کہاں لال کہاں میری کمائی
سر زینب کی عزت مرے فرزندوں نے پائی
گر جان غلاموں نے گنوائی تو گنوائی

ماتم کا بھلا گھر میں بھی سامان کروں گی
لاشوں کو بھتیجوں پہ میں قربان کروں گی

بند ۱۰۲

اکبر سے جگر بند کہیں جیتے ہیں نہیں روؤں
ہو نیند میں صغریٰ کی خلل گر نہیں روؤں
ہوگا یہ ہنگامہ میں مضطر نہیں روؤں
بھائی یہ نہیں یاد تو دیکھ کر نہیں روؤں
دیکھوں انہیں

ان دونوں کا ماتم تو نہ زنہار کروں گی
ہاں آپ کے فدیوں کا نہیں پیار کروں گی

بند ۱۰۳

پھر گود میں لاشوں کو لیا ہاتھ بڑھا کر
لپٹا کے گلے پیار سے زانو پہ رکھا سر
سینے سے زینب کے روئے سے برپا ہوا محشر
تھا شور کہ لوٹی گئی شبیر کی خواہر

سب روتے تھے کچھ منہ سے نہ فرماتی تھی زینب
غش آتا تھا جب لاشوں پہ جھک جاتی تھی زینب

بند ۱۰۴

منہ ڈھانپ کے عبا سے صدا آئی یہ ارماں
سر سے لئے پا تک سر عریاں
بیٹی کوئی ہوں سر کے لئے روتے پھرے ہاں
فرزندوں کو بھی ساتھ لئے نکل جاتی ہے جاں
بیاہتا ہو گھٹ گھٹ کے نکل جاتی ہے جاں

اولاد کسی کی نہ جدا ہووے کسی سے
بیٹی کوئی اس داغ کو پوچھے مرے جی سے

بند ۱۰۵

زینب کی صدا سن کے پڑا اور بھی اک غم
خاموش انیس اب کہ نہیں طاقت اقسام
حالت شہ دیں نظم کیا کر سحر و شام
اس کام سے بہتر نہیں دنیا میں کوئی کام

عزت مری اللہ کو منظور نظر ہے
شبیر کے مداح کا فردوس میں گھر ہے

رباعی

غافل تجھے کیوں خواہش دنیائے دنی ہے
پوشیدہ یہاں کوئی درویش و غنی ہے
جو قاقم و سنجاب پہنتے تھے ہمیشہ
سوتے ہیں تہ خاک گلے میں کفنی ہے

رباعی

گلشن میں پھروں کہ سیر صحرا دیکھوں
یا معدن و کوہ و دشت و دریا دیکھوں
ہر جا تری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے
حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۰۰
جس بھائی کا بھائی نہ ہو مردہ ہے وہ بھائی
معلوم ہوئی آج ہمیں بابا کی جدائی
تھی یاد چمن کی تری الفت نے بھلائی
گویا یہ ہوئی آج مرے گھر کی صفائی
بس اب مرے جینے کا سہارا نہیں کوئی
یوں کہنے کو سب ہیں پہ ہمارا نہیں کوئی

۱۰۱
یہ سن کے بھلا رکتے کب آنسو ہوئے جاری
شہ نے کہا روتے ہو غریبی پہ ہماری
سوکھی تھی زباں تن کی زمیں کھینچی تھی کاری
بولا نہ گیا کچھ پہ سر اپنا کبھی بار ی
بوسے قدمِ شاہ پہ دینے لگے عباس
صدمہ جو ہوا ہچکیاں لینے لگے عباس

۱۰۲
تھا دم کے نکلنے کا بھی ہے صدمۂ جانکاہ
کرتے تھے کبھی کروٹ کبھی اور کبھی آہ
جب آنکھ کھلی یاس سے دیکھا طرفِ شاہ
بولے دمِ آخر کہ نثارِ شہِ ذی جاہ
روتے رہے شاہِ شہدا مر گیا بھائی
آغوش میں بھائی کے سفر کر گیا بھائی

۱۰۳
خاموش انیس اب کہ تڑپتا ہے دلِ زار
کوئی ہے رلانے کو تری درد کی گفتار
اس جنس کا آج ہے نہیں کوئی خریدار
فیاض ہے لیکن شہِ مظلوم کی سرکار
افسردہ نہ ہو غنچۂ امید کھلے گا
کھل جائیں گی آنکھیں وہ صلہ تجھ کو ملے گا

رباعی
خورشیدِ فلک برجِ شرف میں ہوگا
جو ہر معدنِ ایماں در صدف میں ہوگا
مشرق میں کہ مغرب میں کہیں گر دفن اسے
جو عاشقِ حیدر ہے نجف میں ہوگا

رباعی
کھنچے ہوئے سر کو تو کہاں پھرتا ہے
پیری میں بشکلِ نوجواں پھرتا ہے
عرصہ ہے جہاں کا اس قدر تنگ و حقیر
خم ہو کے زمیں پہ آسماں پھرتا ہے

رباعی
وہ شاہ کہ آئینہ ہے لیا باجِ نبی
اور عرش پہ تھا شریکِ معراجِ نبی
فرماتے ہیں پیغمبر ہوں علی سر میرا
اب کہیئے کہ زیبا ہے کسے تاجِ نبی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رباعی

یارب کہیں جلد وہ زمانہ ہووے
بندہ سوئے کربلا روانہ ہووے
لیکن یہ دعا ہے یا مجیب الدعوات
جانا ہووے تو پھر نہ آنا ہووے

رباعی

گزرے ہر دم مراد الارادات میں تری
گردن بھی جھکی ہے عبادات میں تری
یارب مجھے طول عمر دے تو لیکن
وہ عمر جو کام آئے اطاعات میں تری

رباعی

انساں ہی کچھ اس دور میں پامال نہیں
یہ ہے کہ کوئی آسودہ و خوش حال نہیں
اندیشۂ آشیان و خوف صیاد
مرغان چمن بھی فارغ البال نہیں

رباعی

جب وارد حشر رونے والے ہوں گے
شاہ شہدا کے سب حوالے ہوں گے
جنت جاگیر میں ملے گی سب کو
نامے اعمال کے قبالے ہوں گے

رباعی

ادبار کا کھٹکا حشم و جاہ میں ہے
جاگو جاگو کہ خوف اسی راہ میں ہے
اٹھو اٹھو یہ خواب غفلت کب تک
دیکھو دیکھو اجل کمیں گاہ میں ہے

رباعی

یہ چرخ کہن کے جا بجا پھرتی ہے
پھرتے ہیں جدھر ساتھ قضا پھرتی ہے
فریاد کناں برائے ہر دانۂ رزق
یوں پھرتے ہیں جیسے آسیا پھرتی ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رباعی

قطرے ہیں یہ سب جس کے وہ دریا ہے علیؑ
پنہاں ہے کبھی تو گاہ پیدا ہے علیؑ
ہوتا ہے گماں خدا کا جس پر ہر بار
اللہ اللہ ایسا بندہ ہے علیؑ

رباعی

کعبہ کو یداللہ نے آباد کیا
بت توڑ کے مصطفےٰ کا دل شاد کیا
اللہ رے جلال اسمِ اعلائے علیؑ
اصنام کو اس نام نے برباد کیا

رباعی

ہر غنچہ ہے شاخِ گل پہ کیوں نذر بکف
ہے روزِ خلافتِ شہنشاہِ نجف
حیدر ہوئے جانشینِ خاصِ نبوی
ہے آج طلوعِ نیّرِ برجِ شرف

رباعی

مولد جو وہاں مکہ قدر سے پایا
کعبہ نے شرف علیؑ کے در سے پایا
گودی میں نبیؐ لئے یہ ہنستے نکلے
لو ہم نے وصی خدا کے گھر سے پایا

رباعی

اب وقت سرور و فرحت اندوزی ہے
ہر دل مصروفِ جشنِ نوروزی ہے
ہے آج سے دورِ شاہیِ شاہِ نجف
ہر رنگ بہارِ فتح و فیروزی ہے

رباعی

عرفان تصدق محبتِ حیدرؑ ہے
ایمان نورِ محبتِ حیدرؑ ہے
دوزخ ہے عداوتِ علیؑ کا بدلہ
فردوس بہارِ الفتِ حیدرؑ ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رباعی

گردوں پہ ملک ہیں نوحہ خوان حیدرؑ
ذاکر بھی ہیں اب مصروف بیان حیدرؑ
ہر گھر میں ہے آج بزم ماتم برپا
روتے ہیں یہاں جمع شیعیان حیدرؑ

رباعی

بانو کہتی تھی ہائے اصغرؑ نہ رہے
غم یہ کہ گیا ہم شکل پیمبرؐ نہ رہے
ہو کر جو مہینے کے گئے دنیا سے
گھر میں تو برس سال بھی اصغرؑ نہ رہے

رباعی

جب ذبح حسینؑ ذوی الاکرام ہوا
ہاشم کا حرم سربسر اس کہرام ہوا
آتی تھی یہ شہ کے تن بے سر سے صدا
اب بخشش امت کا سر انجام ہوا

رباعی

روتے ہیں فریاد و بکا کرتے ہیں
کیا صبر امام دوسرا کرتے ہیں
اٹھارہ برس پالا ہے جس کو بر میں
اس بیٹے کو امت پہ فدا کرتے ہیں

رباعی

وہ جن پہ پیمبرؐ ہو تصدق ہے پسر
تھامے ہوئے ہاتھوں سے جگر ہے پسر
کیا بیٹھے ہو سر پہ خاک اڑاؤ لوگو
کل شام سے کھوئے ہوئے ہو سر ہے پسر

رباعی

مومنو یہ مقام عزاداری ہے
رو دو اب وقت اشک باری ہے
فاطمہؑ آئی ہیں مجلس میں
اب ہوس کس کی انتظاری ہے

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

۹۱

یاں اہلِ بیت میں تو قیامت ہوئی بپا
جسمِ حسینؑ پیاسے کا لائے خیمے پہ غل ہوا
ہے ہے کدھر سدھارے سلطانِ کربلا
واں شمر سر کو لے کے اس فوج میں گیا
لٹکائے سرِ حسینؑ کا

چوبِ سناں سے کھینچ کے باندھا سرِ حسینؑ
سب کو بلند کر کے دکھایا سرِ حسینؑ

۹۲

بس اے انیس بزم میں ہے نالہ و فغاں
پوچھو ان سے دل سے جو ہیں سخن فہم و نکتہ داں
حق ہے سنا نہیں کبھی اس حسن کا بیاں
گویا کہ یہ خلیق کی ہے سب زباں

سچ ہے کہ اس زباں کو کوئی جانتا نہیں
جو جانتا ہے اور کو وہ مانتا نہیں

رباعی

چھٹتا ہے مقام کوچ کرتا ہوں میں
فرقت اے زندگی کہ مرتا ہوں میں
اللہ سے لو لگی ہوئی ہے میری
اور پر کرم اس واسطے جیتا ہوں میں

رباعی

ماں باپ سے بھی سوا ہے شفقت تیری
افزوں ہے ترے غضب سے رحمت تیری
جنت انعام کر کے دوزخ میں جلا
وہ رحم ترا ہے یہ عدالت تیری

رباعی

فرصت کوئی ساعت نہ زمانے سے ملی
بیگانے سے راحت نہ یگانے سے ملی
حقا کہ ملک نواز ہے ذات تری
جنت انھیں اشکوں کے بہانے سے ملی

رباعی

ممکن نہیں ادا ہو عبادت تیری
خلق و کرم و عطا ہے عادت تیری
صحرا صحرا ہیں گو کہ عصیاں میرے
دریا دریا مگر ہے رحمت تیری

Presented by: Rana Jabir Abbas

رباعی

روزی میں پیمبر جو بسر ہوتا ہے
ہر شاہ کی عزاداری کا گھر ہوتا ہے
چہلم کی بھی یاں مجلسیں آخر روز و
اسباب ماہ صفر کا بھی سفر ہوتا ہے

رباعی

بستر پہ گیا ماہ محرم ہے آج
تیر پہ ہے آج
جب چشم کو دیکھا ہوں حسین کا
عاشور سے بے دفن ہے لاشہ جس کا
اس بے کفن و گور کا ماتم ہے آج

رباعی

اے یار و محرم کا مہینہ آیا
شیعو غم شاہ مدینہ آیا
سر پیٹو ہو سینہ پہ خاک ڈالو یارو
احمد کا تباہی میں سفینہ آیا

رباعی

جب خاتمہ شاہ خوش اقبال کیا
اعدائے شہ دیں کا عجب حال کیا
گھوڑے دوڑائے چار سے سینوں پر
سبزے کی طرح گلوں کو پامال کیا

رباعی

برپا ہے عجب تلاطم غم ہے آج
برہم ہے جہاں عرش بھی برہم ہے آج
روتے ہیں سب اہل دنیا جس کا
چالیسویں تک گرا نہ لاشہ جس کا
اس بیکس و مظلوم کا چہلم ہے آج

رباعی

عیسیٰ سے بہتر ہوا جو سب رتبہ ہے
قدرت اللہ کے کیوں انیس چپ کیا اوڑھ ہے
کچھ غم نہیں باریک اگر اوڑھ اٹھا
شبیر سا دستگیر یاں رہبر ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ایک مجلس ہو لی تلوار ابھی باقی ہے
انتقام شہ ابرار ابھی باقی ہے
رجب عصر کو معلوم نہیں ہے شاید
آخری حیدر کرار ابھی باقی ہے

اے باغ عسکری کے مقدس ترین پھول
تیرے بغیر ہم کو قیامت نہیں قبول
دنیا نہ مال و زر نہ حکومت کے واسطے
ہم جی رہے ہیں تیری زیارت کے واسطے

ہمارا کام ہے ہم انتظام کرتے ہیں
بڑی خوشی سے بڑا اہتمام کرتے ہیں
جسے بھی رنج ملا ہو وہ شوق سے روئے
ہماری عید ہے ہم جشنِ عام کرتے ہیں

jabir.abbas@yahoo.com

238

عباس کو لطف زندگانی نہ ملا
اکبر کو بھی کچھ حظِ جوانی نہ ملا
اس موسم گرما میں غضب ہے یارو
شبیر کو تین روز پانی نہ ملا

141

افسوس زمانے کا عجب طور ہوا
کیوں چرخ کہن آہ نیا دور ہوا
بس یہاں سے کہیں اور چلو جلد انیس
اب یاں کی زمیں اور ہے فلک اور ہوا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

238

پتلی کی طرح نظر سے مستور ہے تو
آنکھیں جسے ڈھونڈتی ہیں وہ نور ہے تو
ہے قربِ رگِ جاں سے اس پر یہ بُعد
اللہ اللہ کس قدر دور ہے تو

69

داماد رسول کی شہادت ہے آج
معصوموں پہ فاطمہ کے آفت ہے آج
جنت میں تڑپتے ہیں رسول الثقلین
حالانِ قیامت یہ قیامت ہے آج

269

دیدار دمِ نزع دکھاتے ہیں علیؑ
ایذا سے محبّوں کو بچاتے ہیں علیؑ
منظور ہے شیعوں پہ نہ ہو سختیِ مرگ
پہلے ملک الموت سے آتے ہیں علیؑ

330

ہے روح الامین علیؑ کے دربانوں میں
خادم کئی ہے کمترین ثنا خوانوں میں
خورشید فلک فخر سے آ ملتا ہے
دن کو ذروں میں شب کو پروانوں میں

380

دم الفتِ حیدر کا جو بھرتا ہوں میں
حال آتا ہے دل کو وجد کرتا ہوں میں
ممکن ہے کہاں صفاتِ ہم نامِ خدا
کیا آگے کہوں خدا سے ڈرتا ہوں میں

89

ظلمت کدۂ ہند میں کیا ملتا ہے
نہ دوست کوئی نہ آشنا ملتا ہے
صحرائے نجف کو چل کے دیکھو تو انیس
دُر ایک طرف نورِ خدا ملتا ہے

404

ابن اسد اللہ کا دربار ہے یہ
مجلس نہیں اک تختۂ گلزار ہے یہ
پہلے دُرِ اشک نذر کر لیں بزم
پھر چاہیں سو لیں سخی کی سرکار ہے یہ

26

ہر وقت غم شاہِ زمن تازہ ہے
ہر محفل میں داغوں کا چمن تازہ ہے
شیعوں کے دلوں کے ساتھ ہے دردِ عزا
جب دیکھیے یہ زخم کہن تازہ ہے

jabir.abbas@yahoo.com